

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پچاس واں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 30 مارچ 2018ء بروز جمعۃ المبارک بمقابلہ 12 ربیع المرجب 1439 ھجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	مشترکہ قرارداد نمبر 153 میں جانب: جناب عبدالرحیم زیارت وال صاحب اور آغا سید لیاقت علی صاحب، ارکین اسمبلی۔	
4		07
5	قرارداد نمبر 161 میں جانب: جناب عبدالرحیم زیارت وال، رکن صوبائی اسمبلی۔	16
6	قرارداد نمبر 164 میں جانب: جناب محمد خان لہڑی رکن صوبائی اسمبلی۔	24

الیوان کے عہدیدار

اپیکر-----میڈم راحیلہ حمید خان درانی
 ڈپٹی اپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو

الیوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین
 ائڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)---جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 مارچ 2018ء بروز جمعۃ المبارک بہ طبق 12 ربیع المرجب 1439 ھجری،
بوقت شام 04:45 بجگر 45 منٹ پر زیر صدارت محترمہ شاہدہ روف، چیئر پرسن، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ
میں منعقد ہوا۔

میڈم چیئر پرسن: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

الْمَصَدِّقُ كَتَبَ اُنْزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُسْتَدِّرَ بِهِ وَذُكْرِي
لِلْمُؤْمِنِينَ هُنَّا اُنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُو مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ط
فَلِيَلَا مَا تَدَّكَّرُونَ ه

﴿۸﴾ پارہ نمبر ۸ سورہ الاعراف آیات نمبر ۱ تا ۳

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - آل مص - یہ کتاب اُتری ہے تھا پر سوچا ہے کہ تیرا
جی تنگ نہ ہواس کے پہنچانے سے تاکہ توڑائے اس سے اور نصیب ہوایمان والوں کو۔ چلو
اسی پر جو اُترا تم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو اس کے سوا اور فیقوں کے پیچھے تم
بہت کم دھیان کرتے ہو۔ وَمَا عَلِمَنَا إِلَّا أَبَلَاغْ -

میڈم چیئرپرنس: جزاک اللہ۔ سُمِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

جناب ولیم جان برکت: گزارش ہے۔

میڈم چیئرپرنس: اگر آپ سے یہ کہوں کہ point of order بہت اہم نوعیت کا نہیں ہے تو میں پہلے کارروائی پر Ok جی ولیم برکت صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: اہم نوعیت کا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور معزز اراکین کے بھی گزارش یہ ہے کہ آج دنیا بھر میں کرسچن کیبوٹی کا بہت بڑا تھوار ہے جس کو ہم مبارک جمع کہتے ہیں۔ اربوں لوگ اس کے مانے والے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی یہاں ہزاروں کی تعداد میں اس کو مانتے ہیں۔ اور مقدس ایوان اسی مقصد کیلئے ہوتا ہے کہ یہاں ایسے طبقات جن کی کہیں شناوائی نہیں ہوتی ہے وہ یہاں بات کرتے ہیں۔ میڈم چیئرپرنس صاحب! میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کی تھی پچھلے سال بھی آج ہی کے دن اجلاس ہوا تھا اور میں نے یہاں فلور پر کھڑے ہو کر گزارش کی تھی، کہ یہ ایک دن آگے یا پیچھے ہو سکتا تھا، ہونا چاہیے لیکن اس پر کوئی عمل نہیں کیا گیا یہ بہت بڑی نا انصافی ہے کہ یہ ایوان جو تمام طبقات کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اُس کا ضامن ہے ہمارے طبقات کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ بتانے کے باوجود آج کا اجلاس رکھا گیا اور اس دن پھر ہمیں عبادات کو چھوڑ کے اجلاس میں آنا پڑا یہ ایک علیحدہ ہے کہ آپ لوگ بعد میں آ جائیں، لیکن ایسے تھوار یوم عاشورا اور اس کی ایک اہمیت ہے، یوم عاشور کے دن اجلاس نہیں ہوتا ہے۔ یہ مری گزارش ہے کہ اس سلسلے کو آئندہ کیلئے روکا جائے۔

میڈم چیئرپرنس: آپ کا point آگیا۔ وقفہ سوالات۔ محترمہ یا سین لہڑی صاحبہ آپ اپنا سوال نمبر 385 دریافت فرمائیں۔ یا سین لہڑی صاحبہ چھٹی پر ہیں لہذا انکے سوالات کو مورخہ 2 اپریل 2018ء کیلئے ڈیفر کیئے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شش الدین (سیکرٹری اسمبلی): مسٹر طاہر محمود خان صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی نلام دیگیر بادینی صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف یہ دون ملک جانے کی بنا آج اور 2 اپریل کی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیئرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عاصم کرد گیلو صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا

آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: جناب عبدالریجم زیارتوال صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: نواب محمد ایاز خان جو گیزئی صاحب نے بذریعہ فون خجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صالح بلوج صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: میر مجیب الرحمن صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر عبدالمالک بلوج صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: حاجی عبدالمالک کا کڑ صاحب نے ناساز طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب صاحب نے بذریعہ فون خجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور

کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ سپوزمنی اچکزی صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ سیمین اہڑی صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ عارفہ صدیق صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوشیر وانی صاحب نے خجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم چیرپرنس: ہماری visiting gallery میں تشریف رکھتے ہیں سینیٹر ڈاکٹر اشوک کمار صاحب ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر میں تھوڑا سا ایجاد آگے چلا لوں اُس کے بعد میں آپ سب کو لیکن آپ ایک منت لیگے اس کے بعد ایسا نہ ہو کے پورا ہاں disturb ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی (وزیر مکملہ منصوبہ بندی و ترقیات): بڑی مہربانی کہ آپ نے اجازت دے دی۔ ہم

مسلمان ہم بھی عیسیٰ کو اپنا پیغمبر سمجھتے ہیں۔ اور یہ وہ دن ہے جب ان کو شہید کیا گیا۔ تو مسلمان ہونے کے ناطے یہ عیسائی برادری کی ذمہ داری نہیں ہے یہ مسلمانوں کی بھی ہے تاکہ اُس کی قد اور منزلت کو اور بڑھاتے ہوئے اس دن کو اُتنی ہی اہمیت دیں جتنی ہم ہر اپنے پیغمبر کو دیتے ہیں۔ تو یہ good friday ان کیلئے میں یورپ میں رہا ہوں

، سارے شہروں میں جلوس ہوتے ہیں، چرچ میں عبادات ہوتی ہیں۔ باہر نکل کے دعائیں کی جاتی ہیں تو ہم بھی یہ کرتے ہیں کہ ہم minorities کو اپنے حقوق دیتے ہیں یہاں انکا احترام ہے ہمارے لئے۔ یہ ہمارے لئے عیسیٰ مسیح کا احترام ہے تو اس کے مطالبے کو مانا چاہیے۔ اس دن ان کو عبادات کیلئے چھوڑنا چاہیے۔ انتابی بی بھی ادھر آئی ہیں اپنے چرچ اور عبادات چھوڑ کے۔ ویم برکت صاحب بھی آئے ہیں تو اس چیز کو مد نظر کر رکھ رکھ اس کو support کرتے ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ میں ایوان کی جانب سے آج مسیح برادری کے مقدس دن good friday پر انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں تاہم جیسا کہ ویم برکت صاحب نے ایوان کی آگاہی کیلئے تحفظات کا اظہار کیا۔ آئندہ اسمبلی اجلاس ان دنوں میں منعقد نہیں کیا جائیگا (اس موقع پر معزز اراکین اسمبلی نے ڈیک بجائے) جناب عبدالجیم زیارت وال صاحب قائد حزب اختلاف اور آغا سید لیاقت علی صاحب رکن اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 153 پیش کریں۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم چیئر پرسن! ہرگاہ کہ ضلع موئی خیل جو لا یوسٹاک کے حوالے سے پورے صوبے میں نہایت ہی اہمیت کا حامل علاقہ ہے۔ ایک سروے کے مطابق یہاں تقریباً 50 لاکھ کے قریب مختلف نسلوں کی بھیڑ، بکریاں اور دیگر حیوانات پائے جاتے ہیں۔ جہاں نہ صرف مالداری بلکہ زمینداری کے امکانات روز بروز بڑھ رہے ہیں نیز انگریز کے دور حکومت میں صوبے میں چراگاہوں اور زمینداری کے لیے عیحدہ حدود مقرر تھیں۔ اور اب یہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ فوری طور پر صوبے پر بخصوص ضلع موئی خیل میں چراگاہوں اور زمینداری کے حقوق کا تعین کریں اور خلاف ورزی کے مرتكب ہونے والوں کے خلاف با قاعدہ سزا مقرر کرنے کے لیے قانون وضع کریں تاکہ مالداری کے ساتھ ساتھ زمینداری کو فروع اور تحفظ کی گائزی مل سکے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبے پر بخصوص ضلع موئی خیل کی مالداری اور زمینداری کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے انگریز دور کے حکومت کے طرز پر حدود کی خلاف ورزی کے مرتكب ہونے والوں کے خلاف سزا مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ مذکورہ ضلع کو لا یوسٹاک کا مرکز قرار دینے کے سلسلے میں عملی اقدامات کرے۔ تاکہ مالداری اور زمینداری کو فروع دیا جاسکے۔

میڈم چیئر پرسن: مشترکہ قرارداد نمبر 153 پیش ہوئی۔ کیا کوئی محرکین میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میڈم! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ اس صوبے کی زیادت آبادی، fifties کے

زمانے میں صرف اور صرف مال داری پر تھی۔ پھر اس کے بعد زمینداری بھی شروع ہوئی۔ میڈم چیئرپرنس مجھے اچھی طرح یاد ہے یہ ہرنائی وولن ملزج بیچل رہی تھی۔ تو اس کیلئے اون کی کپت اس کی ضرورت جو تھی وہ خاران اور پشین سے پوری کی جاتی تھی۔ میڈم چیئرپرنس! انگریز کے زمانے میں یارو میں ایک فیکٹری بنی ہوئی تھی جس میں اون صاف کیا جاتا تھا اور اب بھی اس کی چمنی شاید بتایا ہے۔ اون افغانستان سے پشین، اور شراوک کے علاقوں سے یہاں آ کر کے جمع ہوتا تھا، اور پھر جو گئی کی فیکٹری کہتے تھے اس میں اون صاف ہوتا تھا۔ اس سے آپ اس کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ اُس وقت کے حکمرانوں نے کس طرح protect کیا تھا ادھر کے لوگوں کی جو آمدن کا ذریعہ تھا۔ میڈم چیئرپرنس! مجھے یاد ہے کہ 1961ء میں ہرنائی وولن کے پشم کا ٹھیکہ ہم نے لیا تھا اور ہم نے وہ خاران سے پورا کیا تھا سارا۔ اُس وقت آپ یقین کریں۔ کہ ایک دوکمل ہرنائی وولن ملز میں بنتے تھے ایک ریبو کے نام سے بڑا مشہور تھا جو export ہوتا تھا Australian rambo。 اُس کو کہتے تھے۔ اور ایک کو Italian bark کہتے تھے۔ یہ دوکمل پوری دنیا میں famous تھے۔ اور یہ export ہوتے تھے۔ اور یہ خاران کے اون سے specially بنتے تھے۔ اس کا compare Australia وہ کہ اون سے کرتے تھے۔ لیکن بد قسمتی کیا ہوئی ادھر جو حکومتیں آئیں۔ انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور پھر یہ شعبہ آہستہ آہستہ زوال پذیر ہوتا گیا۔ آج کچھ تو اللہ تعالیٰ کی بارش نہ ہونے کی وجہ سے جو آفت آئی ہوئی ہے اُس کی وجہ سے اور کچھ ہم نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ تو اس وقت اگر بھیڑوں کا زیادہ تر اس صوبے میں تو وہ صرف موئی خیل اور ژوب کے علاقوں میں ہیں میڈم چیئرپرنس یہ بڑا important ہے آج اگر آپ کچلاک میں دیکھیں تو سارا افغانستان جو اوپر کا area ہے اُن کا اون وہ افغانستان سے سملگل ہو کر کے یہاں آتا ہے پھر کچلاک پر وہ ڈمپ ہوتا ہے پھر یہاں سے further وہ جاتا ہے۔ کروڑوں روپے کا زرمبادلہ اس پر کمایا جا رہا ہے لیکن بد قسمتی کیا ہے کہ ہمارے اپنے علاقے کے اس کارروبار کو ہم نے گورنمنٹ آف بلوچستان نے کوئی protection نہیں دی ہے۔ میڈم اسپیکر! میری اس حکومت سے استدعا ہے کہ جو علاقے گلمہ بانی کے لیے ہیں وہاں protection ہے اُن علاقوں کے لیے برائے مہربانی کوئی سروئے کیا جائے اُس میں اور اُن کو protect کیا جائے۔ گلمہ بانی کے لیے جس طرح انگریز کے دور میں ہوا تھا بڑش دور میں ہوا تھا اُسی طرح وہ علاقے protect کیے جائیں۔ ہمارے کوئی میں ایک زمانے میں یہاں جو مسلح کا جنگل تھا یہاں کوئی اتنے بڑے درخت نہیں تھے لیکن یہ جو جڑی بوٹیاں تھیں انکو protection دینے کے لیے گلمہ بانی کے لیے تاکہ بھیڑ بکریاں جو ہیں ادھر اپنا گزار کر سکیں اور ادھر پل سکیں یا اتنا forest reserve کیا گیا تھا۔ آج اُس forest کا بھی خیر اللہ ہی حافظ ہے اگر آپ کسی وقت جائیں ادھر

بڑا نزدیک ہے آپ لوگ دیکھیں تو وہ بھی تقریباً ختم ہونے کی قریب ہے نہ اُس کی کوئی protection ہے نہ forest guard مقرر ہوئے ہیں، کوئی وہاں ڈیوٹی بھی نہیں دے رہا ہے کوئی اُس کے اُب پر سزا نہیں ہے کسی کو یہ کہا نہیں جا رہا ہے کہ یہ نہیں کریں۔ اور اُس کے اندر چونکہ یہ میری constituency میں ہے میں جب بھی جاتا ہوں مسلح اج کل وہاں کا شنکاری ہو رہی ہے۔ تو یہی حال موئی خیل میں بھی ہے۔ میڈم اسپیکر! آپ اندازہ لگائیں Argentina دنیا کے گوشت کی پیداوار کا تیسرا بڑا ملک ہے میں کئی دفعہ Argentina گیا ہوں وہاں گندم بھی تقریباً Australia، امریکا کے بعد Argentina میں ہوتی ہے۔ انہوں نے باقاعدہ areas میں ہوتے ہے کہ یہ ایریا sheeps کے لیے ہے اور یہ ایریا agriculture purpose کے لیے ہے یہ باقاعدہ line انہوں نے بتائی تھی۔ پھر اُس کے بعد میکسیکو میں یہی چیز ہے، پھر یہ recently آپ تو نہیں تھے ہم لوگوں کا ایک وفر اسپیکر صاحب! لے کر کے Australia گئی تھیں ہم نے وہاں بھی یہی چیز دیکھی۔ انہوں نے punishment مقرر کی ہے کہ اگر grazing area میں کوئی بھی interfere کرتا ہے تو اُس کو باقاعدہ اُسی وقت on the spot punishment دیتے تھے یا اگر agriculture area میں کوئی وہ کرتا تھا تو وہ اُدھری on the spot punishment دیتے تھے۔ تو ہماری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ جن جن اضلاع میں صوبے میں جہاں سروے کرائے جائیں، چیف منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں، کہ سروے کرائیں کہ جن جن اضلاع میں گلہ بانی کے موقع ہیں اور verification کی جائے تاکہ جتنی ہماری گلہ بانی کی بھیڑ بکریاں ہیں ان کو protection ملے اور وہی اون ایک دفعہ پھر ہمیں ملے جو آج سے بیس تیس سال پہلے ملا کرتا تھا۔ یہ میری گزارش ہے حکومت سے شکریہ میڈم۔

میڈم چیئرمیں: مولوی معاذ اللہ!

مولوی معاذ اللہ موئی خیل: میڈم! آغا صاحب کی یہ مشترکہ قرارداد یقیناً حقیقت پر بنی ہے کہ ضلع موئی خیل آغا صاحب والوں نے مال مویشیوں کی تفصیل دی ہے شاید ہماری مال مویشیوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ کیوں کہ موئی خیل میں اکثر مال مویشیوں کا کارروبار کرتے ہیں۔ وہاں اتنی زیادہ پانی نہیں ہے کہ وہ زمینداری کریں۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ خالص موئی خیل کے لیے کوئی ایسا قانون بنانا تاکہ وہاں کے رہنے والے زمین دار اور مال دار آپس میں نہ لڑ پڑیں یہ لوگ خود بخود اپنے بستے کا طریقہ جانتے ہیں، اس وقت مالداری بھی ہے جیسے کہ آغا صاحب نے بتایا۔ اور زمین داری بھی اسی تعداد میں ہے جیسے دوسرے صوبوں اور خلائق میں ہے موئی خیل میں بھی اُتنی ہے۔ اگر کوئی قانون بن جائے تو اُس قانون میں وہاں کے رہنے والوں میں پھر مشکلات بنتیں گی۔ مشکل

اس لیے بنی ہے کہ ایک پہاڑ ہے جس کے دامن میں وہ مالدار رہتے ہیں تو تقریباً کچھ آگے جا کر کے کلو میٹر بھی نہ بلکہ تھوڑے فاصلے پر وہاں سے پھر زمین داری شروع ہوتی ہے۔ اگر کوئی قانون بن جائے تو پھر وہ زمین دار جس کے مال مویشی نہ ہو وہ یقیناً باقی لوگوں کے لیے سر درد بنے گا۔ گزارش یہ ہے کہ موئی خیل والے اپنے رہنے بنے کا چاہے مالدار ہو یا زمیندار ہو وہ اپنے طریقے سے اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ اس کے لیے اگر ضرورت ہے تو مال مویشیوں کے لیے دوائی کی ضرورت ہے جب موئی خیل میں اتنی تعداد میں مال مویشیاں ہیں تو ہمارا مکمل لا یوٹاک جو کہ پہلے بھی آغا صاحب والوں کے پاس تھا قحط سالی بھی آئی۔ اور میرے خیال میں 15-2014ء کا قحط سالی کے حوالے سے موئی خیل کے لیے کوئی دوکروڑ یا کچھ زیادہ پیسے رکھنے لیکن پھر بھی وہ موئی خیل کو نہیں ملے۔ موئی خیل کے لیے مال مویشی کا زیادہ ہونے کے حوالے سے میرے خیال میں 15-2014ء سے ایک کیمبل فارم منظور ہوا، آج تک یہ آغا صاحب والوں کی وجہ سے وہ نہ بن سکا جو کہ پیسے اب بھی ادھر پی اینڈ ڈی میں پڑے ہیں۔ ان کے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں موئی خیل کے لیے ضرورت ہے کہ ان کے مال مویشیوں کے لیے دوائی ضروری ہے۔ کہ وہاں وہ کیمبل فارم بن جائے۔ باقی رہا قانون بننا۔ تو قانون بننے میں تو پھر یہ ہے کہ لوگ آپس میں لڑیں گے۔ کوئی DC کے پاس بیٹھا ہو گا کوئی DPO کے پاس بیٹھا ہو گا کہ فلاں آدمی کا مال مویشی میری زمین میں آیا۔ تو اس میں مشکل بننے کی اگر ضرورت ہے تو ان کے مال مویشیوں کے تحفظ کے لیے وہ قحط سالی میں بھی مال مویشی مر رہے ہیں، آبادی میں بھی مر رہے ہیں، یہ پانچ سالوں میں تو میرے خیال میں پتہ نہیں وہاں ہمارے لا یوٹاک کا جو ہسپتال ہے ڈسپینسری ہے اُس کو کچھ ملا ہے یا نہیں تاکہ ان مال داروں کو دے دیں۔

میدم چیز پر سن: مولوی معاذ صاحب! آپ کا point آگیا۔ جی سردار عبدالرحمٰن صاحب!

سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان: شکریہ میدم چیز پر سن! گزارش یہ ہے کہ یہ جو آغا صاحب قرارداد لائے ہیں خاص کر کے ہم ان کے مشکور ہیں کہ ہمارے علاقے اس چیز کی زد میں ہیں۔ اس میں تھوڑا اسما میں ایوان کو اعتماد میں لوں گا کہ اس کا یک گراونڈ کیا ہے۔ موئی خیل، بارکھان، کوہلو یہ ہمارے مون سون کے range کے علاقے ہیں۔ یہاں زمینوں کی دو پوزیشن ہیں، زمین ہے یا پہاڑ ہے جس کو چراگاہ کا نام دیا جاتا ہے وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو قابل کی ذاتی زمینیں ہیں، مقابل یا افراد اُن کی ملکیت ہے وہ سیا و سفید کا خود مالک ہیں اُس کو چراگاہ بنا کیں اُس پر کاشت کاری کریں، اُس پر درخت لگائیں یا ویران بخربچھوڑیں اُن کی مرضی ہے۔ دوسرے نمبر پر آتا ہے پہاڑ اور انگریز کے زمانے سے کچھ ایسی زمینیں ہیں پہاڑ ہے جو بطور چراگاہ، بارش ہوتی ہے ادھر سے پانی بہہ کر آتا ہے اُس سے ندی بنتی ہے اور ندی آگے پھر علاقوں کو سیراب کرتی ہے۔ بدقتی سے پرانے وقتوں میں بارانی زمینیں تھیں تو ٹوٹلیں

بارش پر انحصار تھا وہ سارا سلسلہ تھا اب چونکہ روز روز جدید دور آ رہا ہے پہلے ارہٹ جس کو کہتے تھے لپشن ویل وہ اونٹ گدھے اور بیل کے ساتھ پانی نکالا جاتا تھا، اُس کے بعد پھر بجلی آگئی بورنگ چلی گئی دوسو فٹ، تین سو فٹ، پانچ سو فٹ، ہزار فٹ اب لوگوں نے اُس پر شمیاں رکھ لیں بجلی نہ ہو ضرورت نہیں ہے۔ وہ سلسلہ چل رہا ہے اور تیزی سے level underground water کا encroach یعنی جارہا ہے۔ اور لوگوں نے کرنا شروع کر دیا ہے۔ سبزیاں اُگھانا، ٹماٹر کاشت کرنا۔ درخت کی طرف تو بہت کم جارہا ہے ہیں۔ تازہ تازہ ٹماٹر اُگھالیا، کپاس اُگھالی اور منڈی میں لے گئے جیب بھر گئی۔ اُس کے بیک گراوڈ میں کوئی نہیں جارہا ہے کہ ہمارا جو بنیادی ذریعہ معاش ہے وہ ختم ہو رہا ہے۔ موی خیل، بارکھان، کوہلو یہ پھر آغا صاحب کو مجھے تو اتنا تجربہ نہیں ہے، ہماری ٹوٹل زندگی شادی غنی مرنا جینا لا یو شاک پر depend کرتا ہے، میرے سو بھیڑیں ہیں میں بڑا مطمئن ہوں کہ وہ سال میں 50,60 بچ دے دیتے ہیں وہ جا کر کے میں منڈی میں نقش دیتا ہوں میرا گھر باعزت طریقے سے چلتا ہے۔ سال میں دو دفعہ میرا خیال ہے اُن کا اُون اُتارا جاتا ہے اون بکتا ہے جیسے آغا صاحب نے فرمایا۔ ہر نائی وولن مل تھید نیا کی بہترین کمبل اور کوٹ، سوٹ ایک انگلینڈ میں لارنس پور اور دوسرا ہم تھے۔ اب وہ تو سیاست کی نظر ہو گئی جو بھی ہو گئی وہ تو اُس کا سلسلہ ہی بند ہو گیا ہر نائی وولن مل۔ اس میں نئی قانون سازی کی ہمیں ضرورت ہی نہیں ہے ریونوریکارڈ پڑا ہوا ہے قانون پڑا ہوا ہے زمینیں ہیں۔ اچھا ایک تو وہ قبائل کی ملکیت دوسری حکومت مغربی پاکستان اُس کا مالک ہے۔ جس کا custodian ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے اُس کو encroach کر کے اُن زمینوں کو اُن پہاڑوں کو، اچھا اُس میں یہ ہوتا ہے کہ میرا گاؤں ہے یہ میرے ساتھ پہاڑ ہے چراغا ہے اُس میں گھاس ہے، درخت ہے ایک مخصوص time ہوتا ہے جس میں اُس پر بند کر دیا جاتا ہے reserve ہو جاتا ہے مال کی چرائی اس پر بند ہو جاتی ہے باقی سارا سال open کر دیا جاتا ہے کوئی بھی ریوڑ لے جائے اونٹ لے جائے بکری لے جائے وہ اُس پر اپنی grazing کا چراغا ہے کے طور پر استعمال کر لیتے ہیں۔ اب دو چیزیں ہوئیں کہ جس کے ساتھ بالکل گاؤں تھے لوگوں کے انہوں نے اُس کو اپنی ملکیت بنالی۔ باقی آس پاس جو قوام تھے ان کو allow نہیں کر رہے ہیں اس پر جنگیں ہو رہی ہیں۔ میرے علاقے میں جنگ چل رہی ہے دو، چار آدمی ابھی مر بھی گئے ہیں اسی پہاڑ پر، حالانکہ وہ حکومت پاکستان جو ریکارڈ پر ہے ملکیت ہے حکومت مغربی پاکستان، اُس وقت مشرقی اور مغربی تھے وہ ریکارڈ پرانا ہے 1916ء ہے 1960ء کی جو وہ ریونوریکارڈ ہے اُس میں آ رہا ہے۔ ہم یہ چار ہے ہیں باقی چیزیں فارم بنا میں گے نہیں بنا میں گے وہ سیاست کی نظر ہو جاتے ہیں۔ میں منشہ لا یو شاک بنا میں نے 10 فارم کھولے۔ منشہ جنگلات بنا تو 1 کروڑ پودے جی میں نے لگادیں۔ یہاں سے لیکر نو کنڈی اور تفتان تک وہاں نشان ہی نہیں ہے۔ ہم یہ

چاہتے ہیں۔ سی ایم صاحب تشریف رکھتے یہ فوری نویعت کا ہے، لوگوں کی زندگی کا دارود مداراس پر ہے جو چراگاہ ہیں یعنی under ground water plus executive order جاری ہو۔ سی ایم صاحب میں آپ کی توجہ please، ڈاکٹر قیہ میں سی ایم صاحب میں ایک گزارش کرنے لگا ہوں۔ وہ ایک executive order جاری کریں کہ جہاں بھی حکومت مغربی پاکستان کی ملکیت جو کہ آفیش کے لیے یا مال چراہی کے لیے یا جنگلات کے لیے جہاں بھی ہیں ڈپٹی کمشنز کو یہ حکم دیا جائے۔ کہ اُس پر جتنی بھی encroachment ہے with in one month immediately وہ ختم کر کے روپوٹ کریں اور اس چیز پر ختنی سے پابندان کو کیا جائے کہ جو بھی افراد یا قبائل ان زمینوں پر جو حکومت کی ملکیت ہیں، قابض ہیں ان کا قبضہ چھوڑ جائے اور ساتھ ساتھ ڈپٹی کمشنز جائے گا اُس کو نوٹس کرے گا۔ میں پچھلے دونوں ایک جگہ پر یہ صفائی مہم کرائی وہ چلے گئے۔ judicial approach کیا۔ آج تک اُس پر stay چاہتا ہے حالانکہ اُس کے اختیار میں نہیں ہے جی میں نے stay دیدیا ہے۔ اب میں اُس چیز میں نہیں جاتا ہوں کہ عدالتیں کتنی طاقتور ہیں یا کمزور ہیں۔ جیسے آغا صاحب اور مولوی معاذ اللہ صاحب نے فرمایا ہے اس پر کوئی نئی قانونی سازی کی ضرورت نہیں ہے just آپ کے پاس قانون ہے آپ کی ملکیت ہے ایک executive order سختی والا جاری ہو جائے کہ جی یہ حکومت مغربی پاکستان کی ملکیت ہے گورنمنٹ کی ملکیت ہے ان پر جتنی بھی encroachment ہے ختم کر دو۔ اور ختنی سے ہمارے جو grazing areas ہیں یا چراگاہیں ہیں یا درختوں کی جو کٹائی ہو رہی ہے باہر شیں ختم ہو رہی ہیں۔

(خاموشی۔ عصر کی اذان شروع ہوئی)

میڈم چیئرمین: سردار صاحب! آپ کا point آگیا۔ آپ اس کو continue کر یہیں اب windup کر دیں آپ کا point آگیا۔ جی!

سردار عبدالرحمن کھٹیران: ایک منٹ اس میں ہی relative issue ایک منٹ میں ختم کر رہا ہوں ایک تو یہ ہے میں نے سی ایم صاحب سے گزارش کی کہ executive order جاری کر دیں۔ یہ اس پر جتنی بھی ہیں یہ ختم کر دیں۔ اور آئندہ کے لیے encroachment ہیں یہ ختم کر دیں۔ اور آئندہ کے لیے encroachment ہیں یہ ختم کر دیں۔ اگر گورنمنٹ آف پاکستان کی زمین پر کوئی قابل ہوگا۔ ایک بات دوسری جو ہمارا لا سیوا سٹاک ہے خاص کر کے اونٹوں کی، چیئرمین! میں گزارش کروں گا۔ ہمارے district کو بلو، بارکھان، موسیٰ خیل، ژوب surrounding میں اونٹوں کی منڈی لگتی ہے مغلبوٹہ میں تو نہ کے ساتھ یہ وہاں چلے جاتے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہو گی سی ایم صاحب سے کہ وہ اس area میں اور الائی شہر میں ہو جائے ژوب میں ہو جائے

ایک منڈی ہو جہاں ہمارے لوکل لوگ وہاں جا کے اونٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کریں۔ plus جو ہماری بھیڑ بکریاں ہیں پنجاب سے ٹھیکیدار آتے ہیں بلکہ یہاں سے لے جاتے ہیں اور دیئی اور یہ جو gulf states کی طرف یہ نکل جاتے ہیں۔ اس چیز پر حکومت بلوچستان بارڈر زر areas میں جیسے میرابارڈر لگ رہا ہے پنجاب کے ساتھ اس پر یہ تھی ہو کہ یہ مال مویشی جو افغانستان نکل جاتے ہیں یا ادھر نکل جاتا ہے یہاں ایک دوسرے کے ساتھ کریں ادھر کے لیے پابندی لے، ہمارا یہ لا یوسٹاک بھی save ہو جائے گا اور جنگلات بھی save ہو جائیں گے۔ thank you very much

میڈم چیئرمپن: جی thank you قرارداد نمبر 153 پر میں حکومتی مؤقف جانا چاہوں گی ایگر بلکہ مندرجہ جعفر صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر زراعت): بسم اللہ الرحمن الرحيم لا یوسٹاک کے لیے میرا خیال ہے areas مختص کر دیئے جائیں۔ کہ یہ لا یوسٹاک کے لیے ہو گا وہ بہتر رہے گا، specially ان districts میں اگرچہ کہ مولانا صاحب کا اپنا مؤقف جو ہے وہ اس سے مختلف ہے۔ لیکن practically یہ ہوتا ہے کہ دیہاتی علاقہ ہے۔ نہ وہاں سرکار ہے نہ سرکار کا کوئی وجود ہے چاہئے مختص ہو جائے چاہئے نہیں ہو جائے تو اس کا کوئی وہ نہیں ہو گا منظور بھی کر لیں یہ چیزیں نہ منظور کریں بھی یہی چیز ہے۔

میڈم چیئرمپن: بہت شکر یہ اس پر قائد ایوان صاحب اگر اپنا personal view ہمیں دیں۔ جی آغا صاحب۔

سید آغالیات علی: میڈم جو جعفر صاحب یا مولانا صاحب نے کہا ہے اس پر تجوڑی سے روشنی ڈالوں گا جی اگر آپ اجازت دیں۔ وہ میرا مقصد direct موسیٰ خیل سے نہیں ہے۔ جس طرح مولانا صاحب کو بہت برا لگا میں throughout بلوچستان یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ہمیں یہ وزگاری کا سامنا ہے اس سے پہلے جو میں نے بات کی تھی۔ یا جو میں نے کہا تھا وہ یہ تھا کہ ہر نائی وولن مل کے لیے یہ ساری supply ہوتی تھی۔ وہ اس کے لیے لگایا گیا تھا۔ یہاں جی بدقتی کیا ہوئی کہ ہر نائی وولن مل ختم ہو گئی۔ جو factory یا یارو میں تھی وہ ختم ہوئی اب throughout صوبے میں یہ ہونا چاہئے۔ ایک موسیٰ خیل تو اس وقت چونکہ on the top اس میں ہے کہ اس وقت موسیٰ خیل میں یہ جو گلہ بانی یا جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس وقت بھی ہو رہا ہے باقی صوبے کمزور ہو گئے تو میری یہ گزارش ہے کہ unemployment بہت زیادہ ہے۔ اس وقت employment کی ضرورت ہے اور employment کو ہم نے ہر اس چیز کو ادھر کھپانا ہے۔ جس میں ہمیں employment میں آج کل اچھا

ہے یا برا ہے کچھ نہ کچھ تعلیم جو ہے وہ عام ہو گئی ہے اور لوگوں کو احساس ہو گیا ہے کہ کس طریقے سے روزی کما میں - مثلاً پہلے یہ علاقے bifucation allocate ہوئی تھی انگریز کے زمانے میں مسلح کی مثال ہمارے سامنے ہے تو بہ کا کڑی کی مثال ہمارے سامنے ہے تو بہ کا کڑی کی مثال ہمارے سامنے ہے - خاران کا جو جنگلاتی area ہے - اس وقت عبدالکریم نوشیر والی نہیں ہے وہ ہمارے سامنے ہے سبھے جو اس کا centre ہوتا تھا - یہ اون کا کاربارہ ہوتا تھا - میں خود جا کر کے کانج کے زمانے میں وہاں سے خریدتا تھا یہ اون اور ہرنائی اون اس کو supply کرتا تھا - تو میرا مقصد یہ ہے کہ اس گرے ہوئے کاروبار کو ایک دفعہ پھر اٹھایا جائے - تاکہ unemployment ختم ہو جائے -

میڈم چیئرمین: آپ کا point آگیا جی جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: ابھی بھی اگر آپ دیکھیں میرے خیال میں area 95% آج بھی بھیڑ کریں کے لیے ایسا پڑا ہوا ہے کسی نے منع نہیں کیا ہوا - including میرا اپنا گاؤں جہاں دو بھیڑ بھی نہیں ہے بات یہ ہے کہ خشک سالی کی وجہ سے مختلف خشک سالیوں کی وجہ سے بھیڑوں کی نسل ہی ختم ہو گی ہے - اور آج بھی مالدار لوگ وہ خشک سالی کا شکار ہیں، اگر ختم ہوا ہے اُس وجہ سے ہوا ہے یہ نہیں ہوا ہے کہ ایگر لیکچر نے اُس کو take over کیا ہے - کتنے area پر ہے ہمارے چند باغات ہیں یا چند area ہیں اُن پر ہماری زراعت ہو گی - 10% یا 5% بھی نہیں آپ یہاں سے چلے جائیں مکران تک آپ کو کتنے area میں نظر آئے گا - یہ خاران دیکھ لیں والبندین تک آپ کو کتنے آباد علاقے نظر آئیں گے ایگر لیکچر کو میرا خیال دیسے ہی وہ effect نہیں ہے اس وقت آپ کا لائیو اسٹاک وہاں قدرتی طور پر ختم ہوا ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم areas مختص کر لیں - کہ اس کو ہم ایگر لیکچر کے لیے کرتے ہیں - اور اُس کو لائیو اسٹاک کے لیے کرتے ہیں - کوئی on ground practical change آجائے گا - قرارداد کی حد تک تو صحیح ہے کہ اس پر چلو اسی میں اُس کے اوپر بحث ہو گی - لیکن realities یہ ہیں کہ کوئی ایسا area آج بھی نہیں جو مالدار سے بند ہے جو ہر کسی نے اپنی چاروں یواری لگائی ہو - اور اُس کے اندر باغ ہو وہ مالدار سے بند ہوتا ہے اور جدھر آپ کی کوئی کاشت نہ ہو - وہ تو سارے areas کھلے ہوئے ہیں -

میڈم چیئرمین: thank you جعفر صاحب اس میں قائد ایوان اگر پانپا input دینا چاہیں -

قائد ایوان: شکر یہ میڈم! میرا خیال ہے لائیو اسٹاک کے اوپر جتنی بات کریں بالکل کم ہے بلوچستان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لائیو اسٹاک کا ہماری معیشت میں بڑا کردار ہے اور لوگوں کی گزر برس اس

لائیواٹاک سے ہے تو ایک point تھا ہے کہ لائیواٹاک میں ہمیں جتنا کام کرنا چاہیے وہ کم ہے دوسرا یہ جو یہاں ذکر ہے اس کے حوالے سے میں DC directive کو دیدوں گا۔ کہ اگر اس طرح کا کوئی مسئلہ ہے تو اس پر encroachment کو ختم کریں اور باقی یہ ہے کہ ہمیں اس پر کام بھی کرنا چاہیے۔ چراً گاہیں بالکل تباہ ہو گئی ہیں۔ اس کے لیے بھی لائیواٹاک منظر نہیں ہے۔ میں ان کو بولوں کہ اس سلسلہ میں چراً گاہوں کے حوالے سے یا کے حوالے سے کوئی project بنائیں تاکہ ہم چراً گاہوں کو دوبارہ آباد کریں۔ تو میڈم! اس پر directive دوں گا۔ انشاء اللہ جو بھی ہو گا۔ شکریہ

میڈم چیرپرنس: آغا صاحب! آپ satisfied ہیں ok مشرک کہ قرارداد نمبر 153 حکومت کی جانب سے ثبت یقین دہانی پر نشادی جاتی ہے میں بلوچستان یونیورسٹی کے شعبہ سائنس کے اساتذہ اور طلبہ کی ایوان میں موجودگی پر انہیں welcome کرتی ہوں۔ جناب رحمت صالح بلوج، حاجی محمد اسلام، محترمہ یامین اہڑی اور ڈاکٹر شمع احلاق صاحب ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرك اپنی مشترک کہ قرارداد نمبر 156 پیش کریں۔

سید آغالیات علی: میڈم میں کیونکہ محرك بھی اسی حلقة بنندی پر اسلام آباد گئے ہوئے ہیں اور ابھیوں اپنیکر کے بھی تو میرا خیال میں اب اس قرارداد کی اہمیت نہیں رہی۔ کیونکہ یہ خود جو چھپلی قرارداد ہم نے پاس کی تھی چیف منستر کے توسط سے اس نے بھی اس کو وہ کیا تھا۔ تو میری اس سلسلہ میں یہ گزارش ہے اب اس قرارداد کی میرے خیال میں کوئی اہمیت نہیں رہی کیونکہ اب یہ لوگ گئے ہیں۔ وہاں آج وہ دو تین جگہ ملے بھی تھے۔ جب وہ لوگ آجائیں گے تو رپورٹ دیدیں گے اگر ہوا تو پھر نئی قرارداد کی شکل میں لائیں گے۔

میڈم چیرپرنس: مشرک کہ قرارداد نمبر 156 نشادی جاتی ہے کیونکہ ان کے movers بھی نہیں اور دوسرے ارکین کی طرف سے یہ چیز آئی ہے کہ یہ further proceedings میں ہے اور انکا عملی طور پر کام چل رہا ہے۔ جناب عبدالرحیم زیارت وال، فائد حزب اختلاف بلوچستان صوبائی اسمبلی، آپ اپنی قرارداد نمبر 161 پیش کریں۔

سید آغالیات علی: رحیم زیارت وال صاحب موجود نہیں ہیں انہوں نے مجھے کہا تھا کہ آپ پیش کر دیں۔

میڈم چیرپرنس: اسمبلی سکریٹریت سے جی آپ سے directly بات ہو چکی ہے زیارت وال صاحب کی جی پیش کریں ان کے behalf پر۔ جی

سید آغالیات علی: کیونکہ یہاں ایک روایت چلی ہے تو اپوزیشن لیڈر بھی ہے ادھر اپنے آپ کو بنایا ہوا ہے تو اس وقت میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہوں۔ تو اس لیے میں اس کو پیش کرتا ہوں۔ جناب چیف منستر صاحب آپ کی توجہ

چاہیے اس کے لیے یہ آپ کے منстро غیرہ ہیں وہ تو سیکرٹریٹ آپ کے پاس آ سکتے ہیں۔ تو ان سے گزارش ہے کہ ہمیں موقع دیا جائے تاکہ ہم اپنی قراردادیں چیف منستر کے رو برو پیش کریں۔ شکریہ میدم۔

آغازیہ لیاقت علی: قرارداد نمبر 161۔ ہرگاہ کہ ایک جانب صوبے میں روز بروز پانی کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور 1400 سو میلین ایکڑ فٹ سیلانی پانی کو ذخیرہ کرنے کے سلسلے میں وسائل کی عدم دستیابی جبکہ ایک مختصر رسوے کے مطابق زیرز میں پانی کے ذخیرہ تقریباً ختم ہونے کو ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ صوبے میں پانی کی گھمیبر صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے فیڈرل پی ایمس ڈی پی میں مختلف قسم کے ڈیموں کے لیے کم از کم 5 لاکھ میلین روپے مختص کرے تاکہ سیلانی پانی کو ذخیرہ کر کے پانی کی قلت پر قابو پایا جاسکے۔

میدم چیئرپرسن: قرارداد نمبر 161 پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی قرارداد نمبر 161 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

آغازیہ لیاقت علی: شکریہ میدم چیئرپرسن! آج کل کے حالات کو دیکھتے ہوئے صوبے کی خشک سالی کو دیکھتے ہوئے یہ قرارداد بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ میدم چیئرپرسن! جہاں تک میرے علم میں ہے پچھلے چار پانچ سالوں یا اس سے بھی پہلے فیڈرل گورنمنٹ نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ یہاں خشک سالی ہے پانی کا ذخیرہ ہونا بڑا ضروری ہے۔ کیونکہ اندر گراونڈ والر لیوں روز بروز نیچے جا رہا ہے۔ یہاں تک ہمارے علاقے میں اس وقت ہزار سے گیارہ سو فٹ تک پانی نیچے چلا گیا جبکہ یہ پانی کسی وقت 1960ء میں ڈھائی سو سے ساڑھے تین سوفٹ پر ہوا کرتا تھا۔ بدقتی یہ ہوئی بارشیں نہیں ہوئیں پھر دوسری بدقتی یہ ہوئی کہ ہم نے اس کی طرف توجہ نہیں دی کوئی بڑے ڈیمز نہیں بنائے گئے کوئی پانی کا ذخیرہ نہیں بنایا گیا تاکہ پانی recharge ہوتا لیکن unfortunately recharge کے ہیں یا نہیں کئے ہوا۔ پھر پچھلے تین چار سال پہلے فیڈرل گورنمنٹ نے 100 ڈیمز کے نام سے کوئی پروجیکٹ یہاں شروع کیا جس میں سے شاید 8 یا 10 یا 15 ڈیمز ابھی تک بنے ہیں بقایا میں وہ فیڈرل گورنمنٹ نے release کئے ہیں یا نہیں کئے جو کچھ بھی ہوا ہے وہ خیر قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ یہ آگے، اگر آئے گا تو بنے گا تو بنے گا تو میری چیف منستر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اگر attention دیں یہ بہت بڑا ایک عام مسئلہ ہے صوبے کا کیونکہ یہاں اب ہمیں صرف اور صرف پانی پر کنٹرول کرنا ہوگا۔ یہاں ڈیمز بنانے ہونگے اور ڈیمز پانی ذخیرہ کرنے کیلئے تاکہ پانی واپس recharge ہو سکے اور پانی کی سطح پھر اور پرانا ٹھک سکے۔ میدم! آپ کو پتہ ہے کہ اس سال ہمارے علاقے میں صرف دو یا تین بارشیں ہوئی ہیں اور ان بارشوں میں بھی آپ یقین کریں کہ جب میں اپنے حلقتے میں گیا تھا تو جو ہمارے ندی

نالے تھے یا جو ہمارا دریا پیشیں ہے۔ جس کو لوہڑہ پیشیں کہا جاتا ہے اُس میں بھی پانی آیا اور پھر نکل گیا اور نکلتے نکتے آگے چلا گیا۔ اگر اس پانی کو ہم save کرتے یہاں ہم ڈیم بناتے یہ حال شایدِ ذوب کا بھی ہو لوالائی کا بھی ہوخاران کا بھی تفتان کا بھی ہو ہر علاقے کا ہے کہ جہاں زمین پر اول تو بارش نہیں ہوتی اگر بارش ہو جاتی ہے صوبے میں تو وہ اتنی speedy ہوتی ہے کہ وہ پانی یک دم speed سے آگے نکل جاتا ہے۔ تو میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ ہم مشترک طور پر اس قرارداد کو پاس کر کے فیڈرل پی ڈی پی چونکہ ابھی بن رہی ہے اُس میں یہ بتایا جائے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ جیسے اس قرارداد میں ہے کہ ہمیں کم از کم پانچ لاکھ میلین سے بھی زیادہ پیسے دینے جائیں تاکہ ہم مختلف ڈیم بنائیں صوبے میں مختلف علاقوں میں ڈیزیز بنائے جائیں اور ڈیزیز پانی کو جو تھوڑا بہت پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہا ہے اس کو ہم save کر سکیں۔ یہ میری گزارش ہے چیف منٹر صاحب۔

میدم چیئرمیں: شکریہ آغا صاحب جی نواب شاہو ای ای صاحب۔

نواب محمد خان شاہو ای: شکریہ میدم! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ قرارداد زیارت وال صاحب کی طرف سے آئی ہے یا اہمیت کی حامل بہت ضروری ہے۔ کیونکہ پورے بلوچستان میں پانی کی جو حالت ہے وہ بہت خطرناک حد تک نیچ چلا گیا ہے۔ اگر یکچھ کے حوالے سے اور کئی سالوں سے بارشوں کی نہ ہونے کو وجہ ہے اس پر ضرور اقدامات کرنے چاہیں، ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی حمایت کریں گے لیکن اس میں ایک بات میں ضرور کہوں گا کہ ہمارے بلوچستان میں کچھ ایسے علاقے ہیں جو انہی بارشوں کے پانی سے سینکڑوں لاکھوں ایکڑ زمینیں آباد ہوتی ہیں اور ان کی زندگی کا درود مدارسی پر ہے جیسے ہمارے کچھی کا جو سارا علاقہ ہے وہ انہی بارشوں کے پانی سے جو ہمارا دریائے ناڑی ہے۔ بارش کا پانی اسی دریائے ناڑی میں آتا ہے۔ اسی سے ہمارے لاکھوں لوگ مستقید ہوتے ہیں اور اپنی زمینداری کرتے ہیں۔ ایسے جو ہماری ندی نالے ہیں جو بارانی ہوتے ہیں اُن کا باقاعدہ سروے کیا جائے اُن پر ڈیم باندھے جائیں جن کا پانی ضائع ہو رہا ہو ان پر بڑے بڑے river پر آگے ڈیم باندھے گئے تو پھر یہ لاکھوں لوگوں کا سمجھیں زمینداری تباہ ہو جائے گی اور ان کی زندگی بر باد ہو جائیگی۔ کیونکہ اُن کا درود مدارسی بارش کے پانی پر ہو گا۔ پچھلے مرتبہ بھی کچھ ایسا ہی مسئلہ ہوا تھا ہمارے کچھی میں سارے کچھی کے زمینداروں کی ایک میٹنگ بھی بلائی گئی تھی کہ ناڑی river پر اور پر کوئی ڈیم کا سلسلہ چل رہا تھا جس کی مخالفت بھی کی گئی تھی تو میں پانی کی اس کی کو ضرور حمایت کروں گا لیکن جب ان پر ڈیم باندھے جائیں تو ان کا باقاعدہ سروے کیا جائے۔ کہ ایسے river پر ڈیم نہ باندھا جائے جن پر نیچ لاکھوں ایکڑ اراضی آباد ہو رہی ہو اُن کو نقصان ہو۔ ایسے river پر باندھا جائے جس کا پانی واقعی ضائع ہو رہا ہے۔ بہت شکریہ۔

میدم چیز پر سن: جی عبد الجید اچزنی thank you

جناب عبد الجید خان اچزنی: شکر یہ چیز پر سن صاحب! قرارداد پیش کرنا اسمبلی میں تقریباً پچھلے ساڑھے چار سال سے ہم پیش کر رہے ہیں کہ فیڈرل پی ایس ڈی پی میں یہ ڈالا جائے وہ ڈالا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ نہ ڈالیں گے نہ ہمیں ایک روپیہ ملے گا۔ جب تک ہم اپنے صوبے کے بقايا جات فیڈرل گورنمنٹ پر due نہیں کر سکیں گے اس کے بد لے میں ہمیں کچھ بھی نہیں ملے گا جیسے نیبر پختونخواں والوں نے کیا ہے۔ ہمارے ہاں پچھلے چالیس سال سے ہمارے صوبے بلکہ پچاس سال سے جو اگر پکچر پر منحصر ہے سارا کام جو ہوا ہے وہ روڈسیکٹر پر ہوا ہے۔ اگر پکچر سیکٹر پر کوئی کام نہیں ہوا ہے ایک ڈیم بھی نہیں بنایا گیا ہے وہ 100 ڈیم جو ڈیکٹیر مشرف نے دیتے تھے۔ ان میں سے اٹھارہ ڈیم ابھی تک بنے ہیں۔ ہمارا کیس کسی نے یہ نہیں کیا فیڈرل گورنمنٹ میں ہمیں ابھی تک پتہ نہیں 1954ء میں جب ہماری گیس نکل رہی تھی اُس میں ہماری monitoring کیا ہے ہمارے بقايا جات کیا ہیں اور جب تک ہم اپنے بقايا جات معلوم نہیں کر سکے اور ہمیں یہ پتہ نہیں چلے گا۔ ابھی جیسے انہوں نے سیندک کا معاملہ کیا 18th amendment کے خلاف انہوں نے 5% پر فیڈرل گورنمنٹ نے کیا ہمارے صوبے کو ابھی تک پتہ نہیں تھا حالانکہ اُس کو ختم کرنا چاہیے ہمارے سیندک کی مد میں پیسے پڑے ہوئے ہیں۔ ہماری سوئی گیس کی مد میں پیسے پڑے ہوئے ہیں اُوچ پاور پلانٹ کی مد میں پیسے پڑے ہوئے ہیں زرغون کی مد میں ہے۔ ہمارے اپنے پیسے اگر ہمیں مل جائیں اُس سے ہم اپنے ڈیم بنا سکتے ہیں ہمارے صوبے کا اور کوئی حل نہیں ہے۔ مطلب جیسے نواب صاحب نے کہا ہمارے علاقے میں آ کر آپ دیکھ لیں مطلب ہزاروں درخت کٹ رہے ہیں۔ پیسے کا پانی نہیں ملے گا۔ یہ تو واپڈا کی مہربانی ہے کہ انہوں نے بجلی پانچ گھنٹے ہمیں دی ہے اگر بجلی بارہ گھنٹے ملتی تو ہمارے صوبے میں ایک قطرہ پانی نہیں ہوتا تو میدم صاحب! اگر next session ہوا تو اُس میں قرارداد لائیں گے کہ ہمارے بقايا جات صوبے کے جو فیڈرل گورنمنٹ کے اوپر ہیں ہم تو اتنے کمزور لوگ ہیں کہ فیڈرل کینٹ نے میٹنگ کی اور انہوں نے سیندک کا معاملہ پانچ سال کے لئے یادسال کیلئے 5% پر چاٹانا کی MCC کمپنی کے ساتھ کیا ہم سے کسی نے پوچھا تک پنجاب میں اسی اسمبلی کے فلور پر میں نے بات کی تھی وہاں کوئی بولنے والا نہیں ہے تو میدم صاحب! بات یہ ہے اگر ہم میں نہیں ہو گا کہ فیڈرل گورنمنٹ وہ 500 ملین روپے ہمیں فیڈرل پی ایس ڈی پی میں دے دیگی وہاں کچھ نہیں ملتا ہے پنجاب میں 9 سال میں 900 ارب روپے خرچ کئے ہیں۔ یہاں تو کوئی مانگے والا نہیں ہے دینے والا تو کوئی اور ہے۔ ہمارے سیکٹری نے مجھے بتایا کہ ہمارے ایک سابقہ چیف منستر تھے میں نے کہا کہ ہم گئے تھے فیڈرل کینٹ

میں ہم نے کہا کہ ہم اپنے بقایا جات کی بات کرتے ہیں میاں صاحب تو انہوں نے کہا آپ چھوڑ دیں میاں صاحب ناراض ہو جائیں گے۔ یہاں تو کوئی مانگنے والا نہیں ہے۔ مطلب ساڑھے چار سال میں ہماری اپنی گورنمنٹ نے اپنا حق نہیں مانگا ابھی تک آپ دیکھ لیں کہ PPHI والوں کے ساتھ جو ہمارا نیا معاملہ ہوا اس میں monitoring میں ابھی تک ہمارا وہ نہیں ہے۔ 1954ء سے گیس پر ہمارا ہمارے سسٹم نہیں ہے۔ بقایا جات کا سسٹم نہیں ہے گوارد میں جو سی پیک بن رہا ہے۔ اس میں ہماری کیا پوزیشن ہے۔ ہمارے صوبے میں سی پیک بن رہا ہے اس میں ہماری کیا پوزیشن ہے کچھ بھی نہیں ہے یہاں قرارداد لائے فلاں ہے یہ ہے ہماری اپنی گیس کوئی میں نہیں ہے۔ اپنی گیس جو 1954ء سے تکل رہی ہے ہمارے کوئی کے capital میں ہمارے پاس نہیں ہے اور واحدگہ کے بارڈ پر آپ کو ہماری گیس ملے گی تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جو ہمارے بقایا جات ہیں 18th amendment کے بعد جو ہمارے بقایا جات ہیں فیڈرل گورنمنٹ کے اوپر وہ بقایا جات اگر ہم claim کر لیں اور ان کو سمجھادیں اور وہ مان جائیں اس کی مدیں پھر ہمیں پیسے ملیں گے اور اس سے ہم ہر ضلع میں ڈیم بنا سکتے ہیں۔ شکریہ میدم۔

میدم چیئرپرنس: thank you جی ڈاکٹر حامد صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: میدم چیئرپرنس! یہ بڑی اہمیت کی قرارداد ہے۔ بلوچستان agro based economy ہے۔ یہاں دیر آید درست آید والا مسئلہ ہے۔ جب تک جنگلات کو protct کرتے ہیں جس طرح پچھلی قرارداد میں تھا، ہم نے پچھلے پچاس سال میں اپنا ہزاروں سال کا جو ٹینک تھا اسے diclat کر دیا ابھی اس کی، آرام سے بیٹھو بھائی۔ اس کے لیے وہ دیا جا رہا ہے بھائی اس کو بولو کہ آرام سے بیٹھیں۔ میرے بھائی نہیں میں قطا نہیں کہوں گا کہ اس کو بولومت کرو۔

میدم چیئرپرنس: سردار صاحب! آپ بیٹھ کر بات مت کریں۔ آپ continue کریں ڈاکٹر حامد صاحب please

سردار عبدالرحمن کھیتران: کورم کتنا ہے؟

میدم چیئرپرنس: آپ کورم کی نشاندہی کر رہے ہیں یا ویسے از رائے مذاق بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: بیٹھو بھائی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں نے کہا کہ دھمکی دے رہے ہو یا ویسے کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: غلط بیانی کر رہا ہے میں نے اس سیکھا آرام سے بیٹھو۔

میدم چیئرپرنس: سردار صاحب! انہوں نے positive since میں کہا ہے آپ آرام سے بیٹھ جائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں آرام سے بیٹھا ہوں میں نے کہا کہ آپ گن لیں پورے ہیں یا نہیں۔
ڈاکٹر حامد خان اچخزی: میں پھر کہتا ہوں کہ بھائی آرام سے بیٹھو یہ چلے گا تم باہر رہو گے ورنہ تم تو گھر نہیں جاؤ گے کدھر ہی اور جاؤ گے۔

میڈیم چیئرمیٹر پرسن: پلیز آپ continue کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: میں پھر ان سے ریکوئیسٹ کرتا ہوں۔ یہ ہماری agro economy underground چھپلے 70 سال سے scientific بنیادوں پر نہ ہمارے جنگلات کا خیال رکھا گیا ہے ہمارے water کا خیال رکھا گیا جس کی جو مریضی ہے وہ نکالیں اور 90% پانی ہمارا perennial flow ابھی ہے ہی نہیں۔ 90% underground water depend کرتا ہے اور ہمیں بھلی ملتی ہے چھکھنے، آٹھ گھنٹے تو یہ blessing in disguise ہے یا چھپی بات ہے کہ ایگر یک پھر کیلئے ہمیں آٹھ یا پانچ گھنٹے ملے ورنہ اُس کو بھی خالی کر دینگے کچھ نہیں رہے گا تو یہ underground water tank کو پُرد کرنے کیلئے ضرورت کے مطابق we are thankful to Federal Government 9-8 کا ڈیم پی اینڈ ڈی کی تجویز پر منظور کیا ہے وہ بننے گا گودار کیلئے بسول، انگول اور شادی کو، یہ دونوں complete ہونے کو ہیں۔ بلکہ وہاں روزانہ 30 million گلین کا desalination plant ہوئے گا گودار میں۔ کوئی نہ کئے ہے ہمارے پی اینڈ ڈی کی تجویز پر کوئی نہ کئے ہے 9 billion کا وہ بن رہا ہے ڈیم بننے گا ہر نائی میں پسپ کرے گا ادھر کوئی میں مانگی ڈیم۔ اور قلعہ عبداللہ میں thanks to Majeed اور ہمارے MNA ہمارے چہار خان کا جنہوں نے سروے کر کے 300 چیک ڈیز فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے لئے منظور کئے ہیں وہ بھی ہمارے پی اینڈ ڈی کے تھرڈ request گئی تھی۔ تو اسی طرح باہر کچ میں ہم بنا رہے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کو approved کیا ہے اس پر کام شروع ہو گا کوئی 9 یا 10 بلین کا ہے۔ تو یہ بالکل ناکافی ہے ہم 100 ڈیم کے چوتھے مرحلے میں چل رہے ہیں 10 ڈیم کوئی 15، 20 یا بلکہ فیر 3 میں 30 ڈیم بننے ہیں اور ابھی فیر 4 اُس کا چل رہا ہے۔ 10 ڈیم بننیں گے اُس پر کام شروع ہوا ہے یا شروع ہونے کو ہے یہ بالکل ناکافی ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ سے جس طرح محترم زیارت وال صاحب نے کہا۔ ہمارے پاس 25-20 سال سے خشک سالی ہے۔ ہماری غربت اس صوبے پشتون بلوج کا 80% سے نیچے ہے lawlessness کا آپ کو پتہ ہے کہ کس level پر ہے۔ اس پر ہم نے ہماری گورنمنٹ نے Armed forces paramilitary forces کے ساتھ لیویز کے ساتھ کار پوریشن کر کے امن و امان اگر 100% improve 80,90% کر پکا ہے۔ کوئی

چمن شاہراہ کو safe کر کے سفر کے قابل کر دیا ہے کوئٹہ کراچی اسی طرح کوئٹہ بارکھان اسی طرح تو یہ ہماری پچھلی گورنمنٹ کی تجارتی میں ابھی یہ ناکافی ہے جس صوبے میں 80% agro based economy ہے تو واحد ہمارا source ہے 12 لاکھ ایکڑ فٹ پانی یا اس سے بھی زیادہ ہم flood میں ضائع کرتے ہیں ان پرڈیز بنا نے کیلئے حالانکہ ابھی کوئٹہ میں 300 check dams ہیں قلعہ عبداللہ میں 100 check dams ہیں تو اس کے لئے amount چاہیے اوتا کہ بڑے سارے dams پورے صوبے میں ہم اس کا جال بچھا دیں جس طرح نواب شاہوں نے کہا ہے اگر آپ کے پاس آ جائیں آپ کے پاس survey is the must ابھی اس کیلئے survey ہونا چاہیے یہ amount صوبے کیلئے گرانٹ ہونی چاہیے اور ان الفاظ کیستھ میں support کرتا ہوں۔

میدم چیئر پرسن: شکریہ ڈاکٹر صاحب سے سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: شکریہ میدم چیئر پرسن! یہ بڑی اچھی بات ہے اس پر ڈاکٹر صاحب نے سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ میں مختصر یہ کہوں گا کہ یہ جو پچھلے پانچ سال گزرے ہیں فیڈرل پی ایس ڈی پی بنی ہے کیسے بنی ہے کیوں بنی ہے کس کیلئے بنی ہے میرا حلقة مولانا معاذ اللہ صاحب کا حلقة باقیوں کا تو مجھے پتہ نہیں ہے ہم ہمسایے ہیں ایک روپیہ بھی ہمارے اوپر حرام ہے فیڈرل کا۔ ایک روپے کی ایکسیم بھی۔ یہ discrimination ہیں فیڈرل پی ایس ڈی پی میدم چیئر پرسن! بنی اس میں جب بھی بنی یا اب تو نئے آنے والا بجٹ جواب بن رہا ہے اسیم بھی ہماری یہ گزارش ہو گی اپوزیشن اور ٹریئری پخرا ایک کمیٹی بنادیں اگر وہ کچھ بھیک دیں مرکز ہمیں دیتے تو بھیک کی صورت میں جھوٹی پھیلا پھیلا ہاتھ جوڑ جوڑ کے ناک رگڑ رگڑ کے پھر ان کی مہربانی ہوتی ہے وہ جو صرف لاہور کو دیتے ہیں وہ پورے بلوچستان کو دیتے ہیں۔ ہم ساری زندگی ان سے نہیں مانگیں گے۔ کیا ہمارے علاقے میں ڈیم کی ضرورت نہیں ہے جیسے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کوئٹہ بارکھان روڈ اب اس کی حالت آ کے دیکھیں اللہ اللہ خیر سلا۔ نہ روڈوں میں ہم ہیں نہ ڈیکھوں میں ہیں نہ کسی livestock میں ہیں نہ forestry میں ہیں سنتے ہیں جی فلاں جگہ پر اتنے ارب روپے دے دیتے گئے ہیں میٹرو کو۔ پتہ نہیں کس کس کو۔ اور مزے کی بات میدم چیئر پرسن! کہ منتخب ہو کے قسمتی 70 سالوں میں ایک ہمارا سینٹ چیئر میں آیا اس کے بارے میں پرائم منسٹ کے کیا الفاظ تھے میرا خیال ہے shameful shameful کہ چیئر پر بیٹھ کے اس قسم کی wording ایک منتخب چیئر میں وہ second to president ہیں اس کے بارے میں وہ یہ الفاظ کہیں۔ تو بس ہے کہ پھر مطلب ہے بلوچستان کی کوئی چیزان کو ہضم

ہی نہیں ہوتی ہے باقی ہماری ترقی کیا کریں گے پارلیمانی تبدیلی آتی ہے وہ ان کو گھٹتی ہے سینٹ کے ممبر بنے ان کو گھٹے چیر میں سینٹ بنان کو گھٹے اب ہم کہاں جائیں۔ تو آپ سے گزارش ہے آج راحیل بی بی تو نہیں ہیں۔ آپ ایک کمیٹی بنادیں ابھی شروع ہے فیڈرل بجٹ یہ دینے لگے ہیں ہم تو ویسے ہی ضمیر کے قیدی ہیں بیٹھے ہوئے ہیں گزار کر لیں گے ایک کمیٹی چلی جائے ان کے ساتھ کہ جو بھیک میں دے رہے ہیں اور ہم اس کو پورے علاقوں میں بانٹ دیں یا اعلیٰ علاقوں پر بانٹ دیں discrimination نہیں ہو۔ کہ جوزیاہ بولنے والا ہے تو میں آگے پھر کچھ ساتھی ناراض ہو جائیں گے وہ لے آئیں اور ہم محروم رہیں ہماری محرومیوں کا ازالہ یہ ہے کہ آپ اس وقت چیز کر رہی ہے ایک کمیٹی تمام پارلیمانی لیڈروں کی بنادیں وہ جا کے یہ ابھی جو آنے والا فیڈرل بجٹ ہے اس میں پی ایس ڈی پی میں اگر کچھ ملتا ہے تو ہمارے علاقوں کو دیدیں ہمیں ڈیم کی ضرورت ہے ہماری جو یہ لا یواشاک ہے اس کی improvement کی ضرورت ہے ہمیں forestry کی ضرورت ہے ہمیں improvements کی ضرورت ہے ہمیں روڈوں کی improvement کی ضرورت ہے۔ اب میں وہ کہتے ہیں نہ کہ صحیح بھی ضمیر کو ماروا درشام کو بھی ضمیر کو ماروا۔ پھر ان کو نہ تسلیم کیے جاوہم کر رہے ہیں تسلیم۔ زہر کا گھونٹ پی رہے ہیں ہمارے ساتھ جوزیاہ تیاں ہو رہی ہیں بس ٹھیک ہے شکریہ ان کا مرکز ہے وہ جو کریں وہ بالادست ہے زور آور بالادست ہوتا ہے اس کو کوئی چیز نہیں کر سکتا تو ہماری گزارش یہ ہے اس ایوان سے آپ سے کہ ایک کمیٹی بنادیں۔ جیسے انہوں نے کہا یہ میں 5 lakh million nut pp ہیں۔ اس بلوچستان کے ایریا کو دیکھ کر۔ ہمارے پاس کوئی سی پیک، سی پیک کرتے ہیں سی پیک کی سیکورٹی کیلئے گورانوالہ سے سکواڑ بنتے ہیں 500 آدمیوں کی پولیس کی ٹریننگ اور وہاں ان کو موڑ سائیکلیں اور گورانوالہ کے لوگ سی پیک کی حفاظت کریں گے ہمارے لوگ بھوک سے مر گئے پہاڑوں پر پھر سر کے نیچے رکھ کے لیٹھ ہوئے ہیں ہم موڈ میں ہیں پیٹ بھرا ہوا ہے یوں بچے بھی اعلیٰ تعلیم امریکہ oxford میں پڑھ رہے ہیں ہم تو پورے ہیں ہمیں ضرورت ہی نہیں ہے Chinese base Gwadar ہے لاہور میں مکان نہیں ملتا ہے اتنے Chinese آئے ہیں۔ پشاور میں اتنے چائیز پھر رہے ہیں کہ وہ لوکل کو ایک عورت مار رہی ہے ویڈیو viral ہوئی ہے ہم نے توجوٰت کھانے ہیں کبھی اسلام آباد کے جو تے کھانے ہیں کبھی چائیز کے جو تے کھانے ہیں تو آپ سے personally میری گزارش ہے قائد ایوان بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ اس پر کمیٹی بنادیں وہ جا کے ابھی سے کچھ شاید وہ تھوڑا احساس کر لیں۔ ابھی جاتے جاتے کچھ ہمیں دیدیں Thank you very much

میڈم چیز پرسن: قرارداد نمبر 161 پر حکومتی موقف جانتا چاہیں گے۔

قائد ایوان: شکریہ میڈم! بالکل یہ قرارداد اہمیت کی حامل ہے اور اسی چیز کی ہماری لڑائی ہوتی تھی کہ صرف

محدود علاقوں کو نہیں دیکھا جائے پورے بلوچستان میں ایسے پر اجیکٹ ہیں ان کو کرنا چاہیے تو انشاء اللہ اس پر ہم کوشش کریں گے کہ صوبائی میں گنجائش ہوگی یا فیڈرل میں کدھری بھی گنجائش ہوگی کوشش کرتے ہیں۔

میڈم چیئرپرنس: ایک suggestion آئی ہے سردار صاحب کی طرف سے کہ تمام پارلیمانی لیڈرز ایک کمیٹی بنادی جائے اور بحث سے پہلے پہلے ان کو اسلام آباد بھیجا جائے اس میں آپ کیا کہیں گے؟

قائد ایوان: بالکل مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس پر بنا کے بھیجیں گے سردار صاحب تو جیل میں ہیں باقیوں کو اسلام آباد بھیجا چاہتا ہے۔

میڈم چیئرپرنس: آپ قرارداد کے بارے میں بات کرنا چاہ رہے ہیں آیا قرارداد نمبر 161 منظور کی جائے؟

قرارداد منظور ہوئی۔

عبدالجید اچنری صرف دورہ گئے ہیں اگر میں اس کو complete کروں۔ جی بولیں۔

جناب عبدالجید خان اچنری: میڈم ایک منٹ لوں گا زیادہ نہیں۔ میڈم چیئرپرنس! ہم نے جیل میں رہتے ہوئے بڑی محنت کی ہے اور سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر توجہ دیدیں تو ہمارے جیل کا قانون جو ہے وہ 1894ء کا تھا اس کو ہم لوگوں نے تبدیل کر کے 2017ء تک اس کو لائے ہیں اس کو ہم نے اسمبلی سے پاس بھی کروایا ہے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں kindly اس کا نوٹیفیکیشن کر لیں کم سے کم جو ہم نے amendments کی ہوئی ہے 48 amendments اس کے اوپر مطلب ابھی جیل کے جو وارڈز ہیں ان کو گارڈ کا درجہ نہیں دیا جا رہا ہے۔ قیدیوں کی حالت کیا ہے مطلب 200 قیدیوں پر ایک واش روم ہے تو ہم نے اس پر بڑی محنت کی ہے تو باقی اسمبلی سے بھی پاس ہو گیا ہے صرف نوٹیفیکیشن رہتا ہے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے اس ہاؤس میں اعلان کر دیں کہ نوٹیفیکیشن وہ کر دینے گے کم سے کم مطلب 12000 قیدیوں کا مسئلہ ہے اور ہمارے سارے صوبے کے قیدیوں کا مسئلہ ہے۔ thank you

میڈم چیئرپرنس: آپ بھی اسی سے related بات کرنا چاہتے ہیں لیکن please مختصر کیونکہ قائد ایوان بیٹھے ہیں ہم صرف ان سے انکاموں قف لیں گے۔

سردار عبدالرحمن چیئر ان: صرف ڈیریٹھ منٹ کے درمیان ختم یہ میں appreciate کرتا ہوں عبدالجید خان کو اس پر بھیت قیدی تو بہت کام کیا ہے ابھی پتہ نہیں ان کو جیل والوں کو پکڑائی دیتا ہے یا نہیں باہر آ گیا ہے میں ابھی تک قیدی ہوں۔ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے سی ایم صاحب سے ریکوئیٹ کی ہے اس august House میں جو جتنی amendment تھیں 2017ء کا نام دیدیا 2018ء کا نام دیدیو۔ یہ نہیں نے کام کیا ہے شبابش

ہے ان کو وہ اسمبلی سے بھی پاس ہو چکی ہیں روا کا ہوا ہے ان کا نوٹیفیکیشن فناں منستر بیٹھا ہوا ہے۔ simply سی ایم صاحب حکم کر دیں فناں ڈیپارٹمنٹ کو کہ اس کی notify کر دیں۔ اس سے وارڈن کی حوصلہ افزائی بھی ہو جائیگی اور وہ amendment قانون کی حیثیت سے implement ہو جائیگی۔ اس میں قیدیوں کی بھی ہے وارڈن بھی ہیں اور وہ force کی صورت بھی آ جائیگی جو آپ نے پاس کر دیا ہے اسمبلی سے simply۔ وہ پتہ نہیں وہ کس وجہ سے ایک جگہ پر رکا ہوا ہے۔ تو فناں منستر اور سی ایم صاحب، ہی ایم صاحب بالادست ہے حال و نال ہے یہ ایوان کو یقین دہانی کر دیں کہ یہ notify کر دیں

میڈم چیئرمیٹر پرنس: شکریہ سردار صاحب۔ قائد ایوان اس بارے میں کچھ فرمائیں۔

قائد ایوان: جی شکریہ میڈم! اس پر میں جو ہی a as قائد ایوان یا چیف منستر کا میں نے عہدہ سنبھالتے ہی میں نے منٹری جل کا دورہ بھی کیا اور عبدالجید خان نے اس پر بہت زیادہ کام بھی کیا جب وہاں تھے تو اس کو اندازہ ہو گیا تھا کیونکہ وہاں چیزوں کو دیکھ کے اس نے بہت کام بھی کیا تھا۔ اور آج صحیح بھی میں نے اس کے حوالے سے کہا تھا کہ فوری طور پر مجھے اس کا update دیں تاکہ اس کا نوٹیفیکیشن کیوں نہیں ہوا ہے مجھے کوئی message آیا تھا اس کے حوالے سے میں نے action لیا لیکن انشاء اللہ آج کل میں ہو جائیگا۔

میڈم چیئرمیٹر پرنس: بہت شکریہ جناب محمد خان لہڑی رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 164 پیش کریں۔

حاجی محمد خان لہڑی: بسم اللہ الرحمن الرحيم شکریہ چیئرمیٹر پرنس۔ میڈم چیئرمیٹر پرنس! دو تین غلطیاں کی گئی ہیں اس قرارداد میں۔ میں پہلے ان کو درست کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم چیئرمیٹر پرنس: جی۔

حاجی محمد خان لہڑی: میڈم چیئرمیٹر پرسن! یہاں جو اس قرارداد میں کچھ غلطیاں کی گئی ہیں پہلے میں اسکو درست کر دوں پھر آگے پڑھ دوں میں اس کو۔

میڈم چیئرمیٹر پرنس: جو درست ہیں وہ بولتے رہیں ہم دیکھتے رہتے ہیں کہاں غلطی ہے۔

حاجی محمد خان لہڑی: ہرگاہ کہ پٹ فیڈر کینال صوبے کیلئے پانی کا حصہ 8 ہزار کیوںکے مختص ہے جب 2014ء میں این ایف سی کے ذریعے صفائی کا کام کرایا گیا۔ تو اس وقت 3500 کیوںکے پانی آ رہا تھا جب 2014ء میں این ایف سی نے صفائی کیا تو 5 ہزار کے قریب پانی آنا شروع ہو گیا جس کی وجہ سے اکثر قبائلی جگہوں پر رونما ہوئے ہیں۔ جن کے نتیجے میں اب تک بیس کے قریب افراد مارے جا چکے ہیں۔ نیز کچھ کینال فیز 1 جو کہ مکمل ہوا ہے۔ اس کا ایک ہزار کیوںکے پانی آ رہی 418 میر حسن سے پٹ فیڈر کینال یا ریچ کینال میں چھوڑا جائے۔ الہذا یہ ایوان

صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ پٹ فیڈر کینال کی صفائی و پچھی کینال کا ایک ہزار کیوں سک پانی آرڈی 418 میر حسن سے پٹ فیڈر کینال یاریج کینال میں چھوڑنے کیلئے فوری عملی اقدامات کرے تاکہ پانی وہاں وافر مقدار میں آنا شروع ہو سکے اور قابلی بھگڑوں کی روک تھام ممکن ہو سکے۔

میڈم چیئرپرنس: قرارداد نمبر 164 پیش ہوئی، کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

محترمہ مخصوصہ حیات: میڈم چیئرپرنس صاحب! کورم پورا نہیں ہے۔

میڈم چیئرپرنس: سیکرٹری اسمبلی گنتی کریں۔ ٹوٹل 13 ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی کہہ رہے ہیں کہ نماز پڑھنے کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ ممبر آجاتے ہیں آپ please اس کو جاری رکھیں۔

حاجی محمد خان لہڑی: شکریہ میڈم چیئرمن! جیسا کہ 2012ء میں جب flood آیا تو اس وقت پٹ فیڈر میں صرف 3500 کیوں سک پانی آ رہا تھا اور 2014ء میں این ایف سی کے ذریعے اس پر کام کروایا گیا تقریباً 5 لاکھ کیوں سک پانی آنا شروع ہو گیا۔ ویسے ہمارے پٹ فیڈر کینال کی capacity تقریباً 8500 ہے۔ سندھ کے ایریا میں آرڈی زیر و سے لے کر 109-101 تک سندھ کے ایریا میں جو لوگوں نے encroachment کیا ہوا ہے وہیں پر جب 2012ء میں flood آیا تو لوگ جو میدانی علاقوں میں بیٹھے ہوئے تھے وہ آ کر پٹ فیڈر کینال پر بیٹھ گئے ابھی وہ وہیں پرانہوں نے اپنی جگہ پکی بنائی ہوئی ہیں سندھ حکومت سے بار بار ہم رجوع بھی کرچکے ہیں اور ریکوئیٹ بھی کرچکے ہیں کہ اس معاملے کو کثرتی سی آئی میں بھی اٹھایا گیا ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کر رہا ہے پہلے تو ان کی encroachment کو ختم کیا جائے تاکہ پٹ فیڈر کی صحیح diselting ہو اور ہمارے خریف کے سینز میں تقریباً 8 ہزار 5 سو کیوں سک ہے وہ ہمیں ملیں۔ اس وقت پچھی کینال کا جو فیز 1 ہے وہ complete ہو چکا ہے۔ ابھی پانی جو پچھی کینال دے رہا ہے لیکن وہیں لوگوں کی جوز میں ہیں اتنے نہیں ہیں صرف 500 کیوں سک ان کو درکار ہے ڈیرہ بگٹی کے ایریا میں۔ تقریباً میرے خیال کہ 80 ہزار کے قریب ایکڑ ہیں اور ان کو سیر آب کر رہا ہے اس وقت تقریباً 15 کلومیٹر کے قریب جو ہماری آرڈی 418 ہے اس کو connect کیا جائے پٹ فیڈر میں یا 418 ہے، 418 پٹ فیڈر میر حسن کے مقام پر اگر اس کو connect کیا جائے۔ پٹ فیڈر میں 1 ہزار کیوں سک اگر اضافی پانی ہمیں دیا جائے۔ پچھی کینال کے ذریعے اگر ادھر سے encroachment ہیں یہاں ہماری capacity ہے پانی کی وافر مقدار میں آنا شروع ہو گا اور یہاں اکثر اسی پانی کی وجہ سے قابلی بھگڑے ہوئے ہیں میرے خیال میں تقریباً 25-20 کے قریب لوگ مارے گئے ہیں اور آگے پتہ نہیں ہے ابھی اس پر

کیا ہوگا۔ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے ریکوئست کر رہا ہوں اور وفاقی حکومت سے تاکہ یہ سی آئی میں اس کو باقاعدہ اٹھایا جائے اور جو جو ہمارا پٹ فیڈر کا دیرینہ مسئلہ ہے اس کو حل کیا جائے کیونکہ ابھی پٹ فیڈر extension کیک بات یہاں میں اور head کر چاہتا ہوں پٹ فیڈر کیناں ایک ہے اور ان کے XEN 518-5100 کا وہ کہتا ہے بھائی کہ مجھے پانی کی ضرورت ہے اور 500 سے جو اوپر ہیں زیر یوسے لے کر 518 تک ہیں تو وہ کہتا ہے کہ پانی تو آپ لے کر آئیں میرا کیا کام ہے رنچ کی جو جتنی اس وقت ہماری گندم تقریباً 6 لاکھ ایکڑ گندم وہ صرف میرے حلقے میں کاشت کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے تقریباً 3500 سے 4 لاکھ کیوسک پانی درکار ہے۔ لیکن سندھ ہر وقت رنچ کے سینز میں ہمارا پانی روکتا ہے ہمیں صرف 1500-1800 کیوسک دیتا ہے اور اس میں ۔۔۔

محترمہ معصومہ حیات: میڈم کورم پورا نہیں ہے۔

میڈم چیئرپرنس: پانچ منٹ کیلئے bells بجادی جائیں۔ یہ اسلام آباد سے آئی ہیں۔ کورم کی نشاندہی کرنے کے لیے۔ ٹائم پورا ہو گیا۔ Miss Masooma Hayat, Honourable Member do attention of Chair to that House is not in quorum. bells for rang for 5 minutes to constitute quorum. But even on expiry of 5 minutes quorum was not constited. The House is therefore adjourned for

15 minutes-

(15 منٹ کے بعد میڈم چیئرپرنس دوبارہ اسمبلی میں ہال میں تشریف لائیں)

مس معصومہ حیات نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔ پانچ منٹ کیلئے bells بجائی گئیں۔ 15 minutes کیلئے adjourn کیا گیا۔ ابھی سیکرٹری اسمبلی! دیکھ لیں کیا کورم پورا ہے؟ کورم پورا نہیں ہے۔ عدم کورم کے باعث اسمبلی کا اجلاس بروز سو ماہ مورخ 2 اپریل 2018ء بوقت شام چار بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 6 بجے 18 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

